رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ۱۲؍

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ۱۲؍

قیمت فی پرچہ (۲؍)

جلد (۲) | ۱۰ر فروردی ۱۳۵۲ف | ۲۴ر صفر ۱۳۶۲ھ | ۲۰ر فروری ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۴۵)

قومیت اور بین الاقوامیت

دو راہے پر

از مسٹر لیس پرمانک

قومیت اور بین الاقوامیت کی حقیقی ماہیت سے متعلق نہ صرف عوام بلکہ تعلیم یافتہ طبقوں میں بھی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو قوم پرست کہتے ہیں وہ بین الاقوامیت کے تصور کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ بین الاقوامیت ایک ایسی بری چیز ہے جو کسی قوم کے وجود کو خطرہ میں ڈال سکتی ہے اور اس کی سیاسی و معاشی ترقی کے راستے میں حائل ہوتی ہے۔ قومیت کی بے لگام تعریف و توصیف کے جوش میں یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ وہ غیر شعوری طور پر خود قومیت کی اخلاقی بنیاد پر ضرب لگا رہے ہیں یعنی ہر قوم کو خود ارادیت کا حق حاصل ہو اور سب کے لئے ترقی کے مساوی مواقع ہوں۔ قومیت اور بین الاقوامیت کی نوعیت سے لاعلمی اس انتشار خیال کا باعث ہو رہی ہے۔

بین الاقوامیت کیا ہے؟ بین الاقوامیت کا تصور بین الاقوامی انصاف پر مبنی ہے اور تمام اقوام عالم بلحاظ عقیدہ و رنگ و نسل اس بین الاقوامی انصاف کے مستحق ہیں۔ بین الاقوامیت کا نصب العین یہ ہے کہ ایک ایسا نظام قائم (تشکیل) دیا جائے جس میں ایک قوم دوسری قوم کو لوٹ نہ سکے اور ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ کمزور اقوام کی آزادی قوی تر قوم کے دست برد سے محفوظ رہے۔ کیا بین الاقوامیت کا تصور قومیت اور اس کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں، پھر قوم پرست افراد بین الاقوامیت کے مخالف کیوں ہیں؟ اس انتشار خیال کی وجہ یہ ہے کہ جو قومیں [illegible] کے متلاشی ہیں وہ دوسری قوموں کے حق خود ارادیت پر دست درازی بھی کرتی ہیں اور کمزور قوموں سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ یہ قومیں ساری قوم کے حقوق کی حفاظت کی آڑ میں دراصل ان جماعتوں کی حفاظت کرنا چاہتی ہیں جنہیں مفادات حاصلہ کہا جاتا ہے اور اس طرح ایک ایسے بین الاقوامی نظام کی تشکیل میں حائل ہوتی ہیں جو انصاف پر مبنی ہو۔

قومیت کی اصطلاح انیسویں صدی کی پیداوار ہے۔ یہ متوسط طبقوں اور سرمایہ داروں کا سیاسی فلسفہ ہے جس نے [illegible] پر قبضہ کرکے سرمایہ دارانہ جمہوریت کو معرض وجود میں لایا۔ اپنی قوم کو خوش حال بنانے کا ادعا کرکے قوم پرست سرمایہ داروں نے دوسری قوموں کے حقوق پر دست درازی شروع کی اور ان کی منڈیوں اور پیداوار تمام پر قبضہ جما لیا۔ اور ساری قوم کو فائدہ پہونچانے کے نام سے انہوں نے منافع کا سب سے بڑا حصہ خود حاصل کر لیا اور اپنی ہی قوم کے عوام سے غلاموں کی طرح محنت لیتے رہے۔ مغربی جمہوریت نے ابھی سرمایہ داروں کے لئے تجارتی راستوں اور دوسری قوموں کے وسائل پر تسلط حاصل کیا۔

قومیت پسند اقوام کو کسی جمعیت اقوام یا کسی بین الاقوامی نظام انصاف کا خیال تک نہیں ہوتا تاوقتیکہ ان کا خود وجود ان کی باہمی رقابتوں کی وجہ سے خطرہ میں نہیں پڑ گیا۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد اگرچہ ایک جمعیت اقوام تشکیل دی گئی مگر یہ قومیں بین الاقوامی انصاف، امن، آزادی اور ترقی کے نعرے لگاتے ہوئے کمزور قوموں پر برابر مسلط رہیں۔

مغرب میں قومیت کے معنی اپنی قوم کی عظمت کو ابھارنا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک قوم اپنی ترقی کے لئے دوسری قوم پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسی قوم کا تمدن اس قوم کے افراد میں ایک ایسا قومی احساس پیدا کرتا ہے جو اپنے جائز حدود میں نہیں رہتا بلکہ دوسری قوموں کے مفادات سے ٹکرا جاتا ہے اور مسابقت کی ایک ایسی غیر صحت بخش خواہش پیدا ہو جاتی ہے جو ناگزیر طور پر رقابت کی طرف لے جاتی ہے۔ افراد کے اس جذبے سے بالآخر سرمایہ دار طبقے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مختلف اقوام کے سرمایہ داروں کی ہوس جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ بالفاظ دیگر قومیت حق خود ارادیت اور ترقی کے تصور سے شروع ہوتی ہے اور بالآخر دوسری قوموں کے حق خود ارادیت اور ترقی سے متصادم ہو جاتی ہے۔ اس سے بچ نکلنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ بین الاقوامیت ہے جو اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ تمام اقوام عالم کو خود ارادیت اور ترقی کا حق حاصل ہے اور سب کے لئے ترقی کے مساوی مواقع کی ضمانت دیتی ہے۔ بین الاقوامیت کا راستہ ترک کرکے قومیت نے ایک ایسی صورت اختیار کر لی ہے جو جرمنی میں 'نازیت' اٹلی میں 'فسطائیت' اور جاپان میں 'فوجی آمریت' کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ موجودہ جنگ نے سرمایہ دار دنیا کو تاریخ کے دوراہے پر کھڑا کر دیا ہے۔ اب دنیا کو ان میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرنا پڑے گا —— یا تو قومیت، ملوکیت اور سرمایہ داری کا قدیم راستہ یا امن، ترقی، معاشرتی انصاف کا بین الاقوامی راستہ جو پیداوار، تقسیم و مبادلہ دولت کے اشتراکی اصول پر مبنی ہے۔ یہ بین الاقوامیت اس بات کو روا نہیں رکھتی اور اس کو شرافت انسانی کے خلاف سمجھتی ہے کہ کوئی فرد دوسرے فرد یا قوم پر ظلم کرے یا ایک قوم دوسری قوم کو لوٹے۔ جو قومیت خود ارادیت اور حق کا دعویٰ کرتی ہے اس کو یہ غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرے گی۔ [illegible] دوراہے کی طرف جا رہی ہے۔ [illegible] کے باشندوں کو بھی چاہیئے کہ وہ یہ وقت پہچان لیں کہ انہیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے اور ان کو [illegible] کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں۔

(ترجمہ [illegible])

مملکت

ہفتہ وار

جلد ۲	۱۸ فروری ۱۳۵۳ف روز یکشنبہ	نمبر ۴

نظامت تعلیمات

نظامت تعلیمات پر مولوی سید محمد اعظم صاحب کے تقرر کا اس ملک نے نہایت مسرت کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ قومی تعمیر کے محکمہ کی حیثیت سے نظامت تعلیمات کو جو اہمیت حاصل ہے محتاج بیان نہیں۔ اس خدمت پر ایسے ہی شخص کی ضرورت تھی جو یہ محسوس کرتا ہو کہ صحیح تعلیمی پالیسی پر قوم کی صحیح تربیت اور اعلیٰ کارکردگی منحصر ہے۔

اس عہدے پر نواب عماد الملک مرحوم، مسٹر اے۔ لطیفی اور نواب مسعود جنگ مرحوم جیسی شخصیتیں فائز رہ چکی ہیں۔ حیدرآباد کی تعلیمی ترقی میں ان ہستیوں کا جو حصہ رہا ہے اس سے ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ بخوبی واقف ہے۔ اس وقت حیدرآباد ایک اہم اور نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اقوام عالم کے علمی، معاشی اور سیاسی نقاط نظر میں آئے دن تغیرات رونما ہو رہے ہیں۔ اگر ہم نے تعلیمی پالیسی تشکیل دیتے وقت ان سارے تغیرات کو پیش نظر رکھیں تو ہم زمانہ کی رفتار کا ساتھ دے سکیں گے۔ حکومت سرکار عالی کی تعلیمی پالیسی پر نکتہ چینی کرنا اس وقت ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ محکمہ تعلیمات کے طرز عمل پر یہاں کوئی تنقید کریں۔ یہاں ہم سرسری طور پر چند امور کی جانب جدید ناظم صاحب تعلیمات کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔

نصاب تعلیم

طلبہ کو اکثر یہ شکایت رہتی ہے کہ نصاب کی کتابوں میں اکثر و بیشتر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی بے سکھ انگلش کا تجربہ کیا گیا، کبھی سکنڈری اسکیم کو نافذ کیا گیا اور کبھی سکنڈری اسکیم میں تبدیلیاں مناسب سمجھی گئیں۔ ایسے تعلیمی تجربے تو دو کم تر ہیں، تو ان کے لئے مفید نہیں ہو سکتے جب تعلیمی پالیسی کو غور و فکر کے بعد ایک مرتبہ تشکیل دی جاتی ہے تو اس کو روبہ عمل لانا ضروری ہے۔ بے جا تعلیمی تجربے اچھے نتائج پیدا نہیں کرتے۔ طلبہ کو ایک دوسری شکایت یہ ہے کہ نصاب کی کتابوں میں یکسانیت نہیں ہے۔ اگر ایک ضلع کا طالب علم دوسرے ضلع یا تعلقہ کے مدرسے میں شریک ہونا چاہے تو نصاب کی کتابوں میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مدرسین کی تنخواہیں

سررشتہ تعلیمات میں تنخواہوں کا معیار بہت کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان تعلیمات کی سلک ملازمت میں داخل ہونے سے گھبراتے ہیں۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اعلیٰ قابلیت کے لوگ جب تک سررشتہ تعلیمات میں رہے ان کی ترقی کی راہیں مسدود رہیں اور جب وہ دوسرے سررشتوں میں منتقل ہو گئے ان کے لئے ترقی آسان ہو گئی۔ ہمارے خیال میں جب تک سررشتہ تعلیمات کی تنخواہوں کا معیار بلند نہ ہوگا اچھے لوگ دستیاب نہ ہو سکیں گے۔

صنعتی تعلیم

سررشتہ تعلیمات کے لئے حکومت نے اپنے موازنہ میں سال حال (۶۹,۳۹,۹۰۳) روپے رکھے ہیں اور صنعتی و فنی تعلیم کے لئے (۵,۹۰,۴۴۳) روپے۔ اس رقم میں محکمہ تحصیل معیشت، کمشنر و معتمد تعلیم صنعتی، عثمانیہ ٹکنیکل کالج، مدارس فنون لطیفہ و مدارس صنعتی کے اخراجات شامل ہیں۔ بہ الفاظ دیگر معتمدی تعلیم صنعتی پر ۵ لاکھ کا صرفہ ہو رہا ہے۔ ہماری رائے میں عثمانیہ ٹکنیکل کالج، مدارس فنون لطیفہ اور مدارس صنعتی کو بھی نظامت تعلیمات کے تحت رکھنا چاہئے۔ اس انتظام سے ایک کثیر رقم کی بچت ہو سکتی ہے۔ محکمہ تحصیل معیشت کی کوئی افادیت ظاہر نہیں ہو رہی ہے۔

صنعتی تعلیم کے لئے حکومت جس قدر روپیہ صرف کر رہی ہے اس کا ایک بڑا حصہ مدارس فنون لطیفہ پر صرف ہو رہا ہے مگر مصارف کے تناسب سے نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ یہ کام اچھے ہاتھوں میں رہے اور اس پر کافی نگرانی رہے۔ مختصر یہ کہ معتمدی تعلیم صنعتی کو برخاست کر کے اس کو ایک شعبہ کی حیثیت سے نظامت تعلیمات کے تحت رکھنا زیادہ مناسب ہوگا اور ہمیں یقین ہے کہ مولوی سید محمد اعظم صاحب کے وسیع تجربہ اور حسن انتظام کی بدولت یہ شعبہ صنعتی سعنوں میں ترقی کرے گا۔

معذورین کی تعلیم

ایک اور ادارہ جس کی جانب ہم ناظم صاحب تعلیمات کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ مدرسہ گونگے بہرے کا ہے۔ اس مدرسہ کا قیام سررشتہ تعلیمات کا ایک مستحسن اقدام ہے۔ لیکن اس کی بنیاد چند غلط اصولوں پر مبنی ہونے کی وجہ سے یہ ادارہ ملک کے معذورین کی خدمت نہیں کر رہا ہے جس کی توقع تھی۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے اندھے، بہرے اور گونگوں کی یکجائی تعلیم قابل اعتراض ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اندھوں، بہروں وغیرہ کا ایک بھی مدرسہ ایسا نہیں پایا جاتا جہاں اس قسم کا انتظام ہو۔ ایسے انتظام اور یکجائی تعلیم سے اس تعلیم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ دوسرے اس مدرسہ کے ساتھ اقامت خانہ کا کوئی انتظام نہیں۔ ماہرین کی رائے ہے کہ معذورین کی تعلیم کے لئے اقامتی طریقہ اگزیر ہے۔

آخر میں ہم مولوی سید محمد اعظم صاحب کا نظامت تعلیمات پر خیر مقدم کرتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے دور میں ان ساری خرابیوں کو رفع کریں گے جن کی وجہ سے سررشتہ تعلیمات اپنے حقیقی مقصد سے دور ہٹتا جا رہا ہے اور حکومت سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ مولوی سید محمد اعظم صاحب کے تجربہ اور قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔

نئے ایجنٹ برار

نواب مرزا یار جنگ بہادر خوش قسمت ہیں کہ باوجود ان کی پیرانہ سالی کے حضرت بندگان اقدس نے انہیں ایجنٹ برار کی حیثیت سے مقرر فرمایا ہے۔ اگر برار کا ایجنٹ کچھ کام کرنا چاہے تو کام کا میدان کافی وسیع ہے۔ یہ تصور صحیح نہیں ہے کہ ایجنٹ برار کا سب سے اہم کام صوبہ متوسط کے گورنر اور ناگپور کے سرکردہ اصحاب کی ضیافتیں کرنا ہے۔ سابق ایجنٹ سر رحیم الدین شاید یہی تصور تھا۔ سابق ایجنٹ نے سرکار عالی کے قصر ناگپور میں اپنے آپ کو اس احتیاط سے مقید کر رکھا تھا کہ سرزمین برار پر قدم رکھنے کا بھی انہیں خیال تک نہ آیا۔

ہماری رائے میں ایجنٹ برار کا اہم ترین فرض یہ ہے کہ وہ اعلیٰحضرت بندگان عالی کی رعایائے برار سے ان کے حقیقی بادشاہ اور ان کے اصلی اہم وطنوں کو روشناس کرائے اور ان سے قلبی ربط پیدا کرے اور ملکی تاریخ الی اصلہ کے اصول سے باشندگان برار کو روشناس کرائے۔ اسی طرح رعایائے برار کے حالات و کیفیات سے حکومت سرکار عالی اور شاہ وقت کو وقتاً فوقتاً واقف کراتا رہے۔ یہ کام اسی وقت ممکن ہے جبکہ ایجنٹ اضلاع و تعلقات برار کا تفصیلی دورہ کرے اور صوبہ متوسط کے گورنر سے ان شکایات کو رفع کروائے جو رعایائے برار کو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ باشندگان برار کو صوبہ متوسط کی حکومت سے اکثر شکایتیں رہی ہیں۔ اور اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ برار کی کثیر آمدنی کا ہر دو حصہ صوبہ متوسط کے دیگر اضلاع پر صرف ہو جاتا ہے۔ یہ شکایت باشندگان برار کے بعض طبقہ اور بعض خیال نے بالاعلان پیش کی ہے۔ اور ریجنٹ برار کے حسن توجہ سے باشندگان برار کی یہ شکایت رفع ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہوگا۔

اس کے علاوہ حکومت سرکار عالی نے باشندگان برار کو ملکی قرار دے رکھا ہے اور ان کے لئے وہ سب سہولتیں اور حقوق محفوظ رکھے ہیں جن سے باشندگان حیدرآباد متمتع ہوتے رہتے ہیں۔ بحیثیت برار یہ بھی فرض ہونا چاہیئے کہ وہ برار میں اس وقت کو پرچار کرے تاکہ برار کی وہ رعایا جو ان مراعات سے استفادہ کرنا چاہے اس جانب متوجہ ہو سکے۔

ریجنٹ برار کا ایک اور فرض یہ ہے کہ وہ باشندگان برار کو حیدرآبادی تہذیب و روایات یاد دلائے اور انہیں یہ بتائے کہ حیدرآباد میں کس درجہ مذہبی رواداری برتی جاتی ہے۔ ہندو باشندوں کے ساتھ کیسا فیاضانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے اور حیدرآباد کی ہندو رعایا کیسی خوش حال اور متمول ہے۔ اس کے لئے واقعات اور اعداد و شمار کی اشاعت ضروری ہوگی پس ریجنٹ برار کو اعداد و شمار سے ہمیشہ مسلح رہنے کی ضرورت ہے۔ تقریر کے ذریعہ بھی باشندگان برار کو بتایا جا سکتا ہے کہ حکومت سرکار عالی حضرت بندگان اقدس کی رعایا کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت کیا کچھ کر رہی ہے غرض یہ کام بہت اہم ہے۔ اور اب جبکہ نواب مرزا یار جنگ بہادر کا تقرر ہو چکا ہے ہم توقع ہی کر سکتے ہیں کہ نواب صاحب اپنی پوری توجہ ان امور کی جانب مبذول فرمائیں گے تاکہ ان کے دور ریجنسی کے اختتام کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہو سکیں کہ نواب صاحب کی کوششوں نے حیدرآباد کو برار سے اور برار کو حیدرآباد سے قلبی اعتبار سے قریب تر کر دیا ہے۔ اگر نواب صاحب خود دورہ کرنے کی زحمت گوارا کرنے کے قابل نہیں ہیں تو وہ ایسے حیدرآبادیوں کو دورۂ برار کی دعوت دیں جو اس اہم فرض کو بلامعاوضہ انجام دے سکتے ہوں۔ یہ دورہ کنندہ اصحاب حیدرآبادی روایات کے سچے نمائندہ ہوں ــــ وہ بہترین روایات جن کی بدولت دکن کے ہندو راجاؤں نے آصف جاہی حکومت کو نہ صرف بطیب خاطر قبول کیا بلکہ اس سلطنت کی توسیع و استحکام میں اپنی جان و مال سے بھی دریغ نہیں کیا۔

ہم ان توقعات کے ساتھ نواب مرزا یار جنگ بہادر کو مبارکباد دیتے ہیں۔

چینی وفد کے اعزاز میں عشائیہ

عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

خواتین و حضرات

یہ میرا بہت ہی خوشگوار فریضہ ہے کہ ہز ایکسلنسی جنرل ہو ینگ چن اور جنرل یو تا وائی کا جام صحت تجویز کروں۔ حکومت سرکار عالی کی جانب سے میں ہز ایکسلنسی اور جنرل دونوں حضرات کا دلی خیر مقدم کرتا ہوں کہ یہ پہلی بار ایسے تاریخی شہر میں تشریف فرما ہوئے ہیں جو قدیم اور کئی اعتبار سے بالکل جدید ہونے کے علاوہ نہ صرف ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست کا پایہ تخت ہے بلکہ اس میں مغلیہ عظمت اور شان و شوکت کی آخری جھلکیاں اب تک موجود ہے۔ ماضی سے پیوستہ ہونے کے ساتھ ساتھ حیدرآباد اپنے فرمانروا کی مدبرانہ رہنمائی میں شاہراہ ترقی پر اس طرح گامزن ہے کہ وہ ایک طرف تو موجودہ زمانے کی تیز رفتار ترقیوں کے دوش بدوش ہے اور دوسری طرف رعایا اور نظم و نسق کی ترقی پذیر ضروریات پوری کر رہا ہے۔

آج کی شام میں ہمارے ممتاز مہمانوں کا خیر مقدم کرتا ہوں جو نہ صرف ایک ایسی بلند اور اعلیٰ قوم اور ایک ایسی عظیم تہذیب کے نمائندے ہیں جو زمانے کے صبر آزما امتحان میں کامیاب رہی بلکہ اس قوم کے لوگ ایک ایسی مشترک جنگ میں ہمارے ساتھی ہیں جس میں ان کی اور ہماری زندگی اور موت کا سوال مضمر ہے۔ ہماری ہمسائے گی کے تعلقات قدیم زمانے سے دوستانہ رہے ہیں مگر خون کی اعلیٰ قربانی سے اس رشتہ اتحاد میں اب مزید تقویت پہنچی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے جو جانیں دی ہیں۔ اس سے نہ صرف حریت کی قوتوں کو نتیجہ حاصل ہوگی بلکہ دونوں ملکوں کے تعلقات اور بھی زیادہ قریبی ہو جائیں گے۔

مجھے توقع ہے کہ ہز ایکسلنسی اور جنرل ہمارا یہ پیام اپنے ساتھ لے جائیں گے کہ ملک و جنگ میں ملازمی حکومت کے حلیف ہونے کی حیثیت سے ہم ان کے اعلیٰ ملک اور ان کے نامور قائد سپہ سالار چیانگ کئی شیک کو نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ گذشتہ پانچ سال میں چین اور اس کے قائد نے ایک ایسے بے حد و حساب آدر کا مقابلہ کرنے میں مستقل جرأت اور دلیرانہ عزم دکھایا ہے جو زیادہ وسیع زیادہ منظم اور زیادہ تیار تھا۔ ایک مشترک جنگ میں رفیق ہونے کی حیثیت سے ہم اہل چین کی نصرت اور فتح مندی میں شریک رہیں گے۔ نیز دوست اور ہمسایہ کی حیثیت سے آئندہ ہم ان کی قسمتوں کا مطالعہ گہری دلچسپی کے ساتھ کرتے رہیں گے۔

مابعد جنگ معاشی تنظیم

لندن ۔ ۱۷ فروری۔ سر جان اینڈرسن لارڈ پریسیڈنٹ آف کونسل نے کل دار العوام میں بیورج رپورٹ پر حکومت کی روش کے بارے میں تقریر کی۔ انھوں نے کہا کہ وہ کوئی مایوس کن بیان دینا نہیں چاہتے حکومت قطعی اعلان کرنے کے لئے تیار نہیں ہے البتہ حکومت اس اسکیم کے خاص اصول کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

رپورٹ میں معاشرتی خدمات کی ترقی و توسیع کے جو عام اصول بیان کئے گئے ہیں وہ وہی ہیں جن کی حکومت اتباع کرنا چاہتی ہے۔ لیکن انھوں نے یہ بھی کہا کہ جنگ کے اختتام پر تمام مستحق مطالبات کی پوری تکمیل کرنا یقیناً ممکن نہیں ہوگا۔ اسکیم کو بعجلت ممکنہ مسودہ قانون کی شکل میں لایا جائے گا اور جب یہ منزل آ جائے گی تو حکومت یہ اجلاس پارلیمان کو ان معلومات کی روشنی میں جو اس وقت تک حاصل ہیں مالی صورت کی نسبت فیصلہ کرنا ہوگا۔

بیروزگاری کا انسداد

انھوں نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "بین الاقوامی صیانت کے بعد جو حکومت کے نزدیک اولین مقصد امن ہونا چاہیئے، ایک استوار اساس پر ہماری قومی معاشیات کی تشکیل میں آنی چاہیئے جس میں تجارت برآمد بہت خوش حالت میں رہے اور ملازمت ممکنہ اعلیٰ ترین اساس پر مسلسل قائم رہے۔ اس کا کوئی سوال نہیں کہ آیا ایسا کیا جا سکتا ہے۔ قوم کی حیثیت سے ہمارے مستقبل کا دار و مدار صرف اسی پر ہے۔"

الونس اطفال

"بیورج اسکیم" سے براہ راست اور بالواسطہ مدد ملے گی اور حکومت نے بھی مفروضہ اختیار کیا ہے۔ حکومت نے جامع طبی خدمات کے نفاذ اور بچوں کے لئے الاونسوں کی ادائی کو بھی اصولاً تسلیم کر لیا ہے۔ حکومت کا قطعی نظریہ ہے کہ بہبودی اطفال کی سرگرمیوں کو ممکنہ کامل ترین وسعت تک ترقی دی جائے۔

وظائف پیرانہ سالی

وظائف پیرانہ سالی سے متعلق بیورج رپورٹ کی تجویز سے بحث کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حکومت قطعی طور پر ایک جداگانہ طریقہ کار کو ترجیح دیتی ہے۔ انھوں نے یہ نقطہ نگاہ بھی اختیار کیا کہ رپورٹ کا جو حصہ مردوزن سے متعلق ہے وہ جزو مزید غور و خوض کا متقاضی ہے۔

جبری بیمہ

اس کے بعد سر جان نے جبری بیمہ ملازمت کی تجاویز پر گفتگو کی اور کہا کہ تمام امور کا لحاظ رکھتے ہوئے حکومت خیال کرتی ہے کہ یہ تجویز قبول کر لی

۲۲۔ جانے کی توقع ہے۔ اسکیم کے بیمہ کے جزو سے متعلق ایک جدید وزارت قائم کرنے کی ابھی تجویز بھی ہے۔

اُردو کی مخالفت کا پس منظر

از
عزیز کاشمیری

مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد سے پہلے ہندوستانیوں کی زبان بھاشا تھی۔ لیکن جب مسلمان ہندوستان میں وارد ہوئے۔ تو چونکہ ان کی زبان عربی آمیز فارسی تھی۔ اس لئے ان کی وہ زبان بھاشا سے ٹکرا کر ایک نئی زبان کی تخلیق کا موجب بنی۔ جیسا کہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ دو چیزوں کے باہم ٹکرانے سے ایک تیسری چیز وجود میں آجاتی ہے اسی طرح جب عربی آمیز فارسی زبان بھاشا سے ٹکرائی تو ایک نئی زبان ہندوستانی معرضِ وجود میں آئی جس نے روز بروز وسعت اختیار کی۔ مسلمان بادشاہوں کے ساتھ رواداری برتی اور حوصلہ افزائی کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے سنسکرت بھاشا سے دشمنی روا رکھی نہیں بلکہ غیر مسلم محققین بھی اس امر پر متفق ہیں کہ انہوں نے زیادہ تر سنسکرت کے شاعروں ہی کی حوصلہ افزائی کی جیسا کہ ڈاکٹر جتندر لعل چودھری "ماڈرن ریویو" میں لکھتے ہیں۔

"مسلمان حکمرانوں نے زیادہ سے زیادہ سنسکرت کے شاعروں اور عالموں کی فیاضی سے سرپرستی کی۔"

عثمانیہ یونیورسٹی کے ونشی دھر جی صاحب لکھتے ہیں کہ۔

"مسلمانوں کے عہد حکومت میں سنسکرت شاعری کی حوصلہ افزائی ہوئی اور شاعروں نے مسلمان بادشاہوں کی تعریفیں کی ہیں جیسا کہ اودے راج نے محمود غوری کی تعریف میں "راج ونود" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔"

الغرض جب مسلم حکمرانوں نے ہندوستان کو بھی سہارا دیا تو پھر ولی دکنی اور امیر خسرو نے اس کی آبیاری کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اس وقت اس نئی زبان یعنی ہندوستانی کا نام "ریختہ" قرار دیا گیا۔

اس دوران میں یعنی مسلم عہد حکومت میں سرکاری زبان فارسی تھی۔ جس سے ہندوؤں نے اس قدر دلچسپی حاصل کر لیا تھا کہ مسلمان فارسی تعلیم حاصل کرنے میں ہندوؤں کی شاگردی اختیار کر لیتے تھے لیکن پھر بھی اردو زبان نے بے حد وسعت اختیار کر لی اور غیر معمولی کشش سے ہر کسی کو اپنی طرف کھینچ لی۔ ہندو مسلمان وغیرہ سب ہی زبان کو اپنانے لگے اور شعر و سخن اسی زبان میں کہنا شروع کیا۔

شاہجہاں کے وقت میں ریختہ کے بجائے یہ "اردو" زبان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور تمام ہندوستانی قوموں میں عام زبان کی حیثیت سے استعمال میں چلی آئی۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچنے کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی یہ پھیلائی گئی جس کا یورپین سیاح ول... نے بھی واضح لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ ہیلوٹ اردو کا بڑا فاضل تھا اور مقبول کارتن دیتا ہی۔

"اردو زبان نے سارے ہندوستان میں وہ بڑی مرتبہ حاصل کر لیا ہے جو فرانسیسی زبان نے یورپ میں۔ یہی وہ زبان ہے جو سب سے زیادہ استعمال میں آتی ہے۔ عدالتوں اور شہروں میں اسی سے کام لیتے ہیں۔ ادبی لوگ اسی میں کتابیں لکھتے ہیں۔ اور شاعر اسی زبان میں شعر کہتے ہیں اور یورپ والوں کے ساتھ بات چیت میں یہی استعمال ہوتی ہے۔"

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تو ہیں بلا امتیاز مذہب و ملت اردو ہی کو اپناتے تھے تو اس کے خلاف مخالفت کا جذبہ کیسے پیدا ہوا۔ اور کب سے چلا آتا ہے؟ ہم جب اس کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہم واقعات کا سرسری طور پر بھی جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں غدر کا واقعہ عمل میں آنے کے ساتھ ہی جب مغلیہ سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی بادِ مخالف کے ایک ہی جھونکے سے بجھ گیا تو غیر مسلموں میں خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کے کسی بھی اثر کو خیر باد کہنا چاہئے۔ چنانچہ یہ خیال ان میں روز بروز تقویت پکڑتا چلا گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس خواہ مخواہ کے فرقہ وارانہ جذبے سے متاثر ہو کر سرتو زبان بھاشا اور دیوناگری رسم الخط کو فروغ دینا شروع کیا۔ اس سلسلہ میں شروع ہی سے اگرچہ انگریزوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا لیکن پھر بھی زبان اور دیوناگری رسم الخط کو اردو جیسی مقبولیت نصیب نہ ہوئی کیونکہ اردو ہر ایک کے دل میں اپنا گھر کر چکی ہے۔ چنانچہ آج تک برابر زبان کا جھگڑا چلا آتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ کسی قوم کے تہذیب و تمدن کا انحصار زیادہ تر زبان ہی پر ہوتا ہے لیکن جانے خود سے اور مقام استعجاب ہے کہ اردو جو نہ مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے اور نہ ہندوؤں کی۔ مگر پھر بھی بعض اشخاص اس سے خائف ہیں۔ جو کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی کے اصول پر کار فرما ہوتے ہوئے اس کو فرقہ وارانہ زبان قرار دیتے ہیں حالانکہ سر تیج بہادر سپرو کا قول ہے۔

"اردو زبان ہندو مسلمان دونوں کو اپنے آباؤ اجداد سے ایک مشترکہ و متروکہ ترکے کی حیثیت سے ملی ہے جو قطعی ناقابل تقسیم ہے۔"

پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں

"اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دینا عجیب بات ہے اردو سرزمین ہند کی پیداوار ہے۔"

([illegible])

لیکن کانگریس بھی پھر بھی واقعات اور حقایق کا خون کرتے ہوئے ان الفاظ کا اظہار ناگپور میں ۲۰ و ۲۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو منعقد شدہ بھارتیہ ساہتیہ پریشد کے اجلاس میں کر چکے ہیں کہ

"اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ قرآن کے حروف میں لکھی جاتی ہے مسلمان جس طرح سے اسے بنایا مسلمان چاہیں تو اسے رکھیں اور پھیلائیں۔"

یہ ذہنیت ہے کانگریس کے کرتا دھرتا مہاتما گاندھی کی اور اسی ذہنیت سے متاثر ہو کر کانگریسی وزارتوں نے ہندی کی ترویج میں ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کیا جس کی ادنیٰ سی جھلک آپ ان الفاظ میں دیکھ سکتے ہیں جو مسٹر سمپورنانند وزیر تعلیم صوبجات متحدہ نے ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء کو بنارس میں ناگری پرچارنی سبھا کے اجلاس میں فرمائے۔

"صرف ہندی شمالی ہندوستان کے باشندوں کی مادری زبان ہے بلکہ وہ ہندوستانیوں کی مشترکہ زبان ہے۔ اس لئے اس کو ایسی شکل میں ہونا چاہئے کہ اس کو نہ صرف یو پی۔ بلکہ بنگال، گجرات اور دکھن کے رہنے والوں کو بھی دقت محسوس نہ ہو .... ہمیں پیدائشی ہندو ہیں۔ ہمیں اپنی پوزیشن کو محسوس کرتے ہوئے سوسائٹی کی حالت بہتر بنانے میں اور اس کی از سر نو تنظیم کرنے کی غرض سے آگے آنا چاہئے۔"

(حق ۱۴ اگست ۱۹۴۲ء)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ قسمت نا ہو [illegible] کرنے کے لئے اچھی طرح سے کوشش کی ہے۔ جبھی تو اس کی مخالفت کرنے میں ان کی زبانیں بھی تیز ہیں۔ اسی اردو کے خلاف جس نے نہ صرف حجاز، عراق، افریقہ، ایبے سینیا، یوروپ، سوڈان اور چین و جاپان ہی میں بلکہ دور دراز ملکوں میں بھی اپنی جڑیں مضبوط کی ہیں جس کا اثر دنیا کے اطراف و اکناف میں ماہی رنگ [illegible] سے ہر حال اپنے ساتھ لایا کرتے رہیں۔ لیکن کیا ان کے مٹانے سے اردو مٹ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

مگر شرط یہ ہے کہ ہر کوئی اب اردو زبان کی ترویج کی خاطر پوری سرگرمی سے مصروف عمل ہو جائے۔

ان اشخاص کی ذہنیت پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جائے جو یہ ڈھینگیں مارتے رہتے ہیں کہ ہندوستان میں اردو کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے اور عوام کا رجحان زیادہ تر ہندی بھاشا کی طرف ہی ہے حالانکہ ڈاکٹر راہل سانکرتیاین صاحب جو ہو [illegible] کے وطنی جماعت میں ایسے اصحاب کی تسلی ان الفاظ سے کر چکے ہیں مادری زبانوں کے بارے میں کل بہار [illegible]

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

ترکی یا محسن مشرق

سید سعید اشرف ندوی

ترکی کو مسلسل و لگاتار جنگوں میں مصروف رہنے اور جنگ عظیم میں گران قدر قربانیاں پیش کرنے کے بعد اناطولیہ کی وطنی جنگ سے باعزت طور پر کامیاب نکل آنا درحقیقت تاریخ کا ایک معجزہ ہے۔ یورپ کا مرد بیمار جس کے مریض نے دشمنوں کے اوہام و ظنون کا نشانہ کے بموجب اس کی ہڈیوں کے ریزے ریزے کر دیئے ہوں گے اور اس جنگ سے پہلے نیز مشرقی محاذ و عرب سے پسپائی کے بعد شاید اس کا آخری سانس دور رہا ہوگا۔ اس سب گرہ ریش پر جس کی مردم شماری کی جا رہی ہو ایسی نازک حالت میں یونان کو نہ صرف حملہ کرانا اور یونان کی پوری مشنری مدد کرنا خلیفۃ المسلمین اور عالم اسلام کی قوم پرست ترک کا قومی بنیاد دینا اور وہ صوری مزارا قسم کی بنیادوں اور سے دشمنوں کا جال بچھا دینا۔ گویا ترکی کو اس دنیا سے آخری بار رخصت کر کے پورے مشرق کو دو دہائیوں کے لئے ابدی غلامی اور استبداد کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کے تمام تر وسائل حیات کو مغربی مفاد کے لئے دائمی طور پر غصب کرنے کے مترادف نہیں تھا اور کیا اناطولیہ کی جنگ میں جس دل کی دہنیت سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا ہے کہ مغرب کی سب اقوام مشرق کی کمزور قوموں پر حکمرانی کے لئے متفق ہو گئی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ دنیا کی جمہور تر ین جنگوں میں شاید اناطولیہ کی جنگ سے زیادہ اہم تر اور کوئی جنگ نہ ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ خود ترکی کے بیشتر ارکان سلطنت یا شاہ وغیرہ اس جنگ میں کامیابی کی طرف سے مطمئن نہ تھے بلکہ اس قسم کی جنگ کو ترکی کی بربادی کا آخری نقطہ سمجھتے تھے۔ لیکن غیور قوم پرستوں نے اپنے آہنی ارادوں و عزم بالجزم اور قوت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دے کر وہ کچھ کر دکھایا جس کو پڑھ کر اور سن کر دنیا ہمیشہ سر دھنتی اور حال کے اس بے باک اقدام سے اپنی ترغیبوں کے لئے مفید ترین سبق لے گی۔

اناطولیہ کی جنگ سے ترکی نے اپنی حربی صلاحیتوں کا آخری امتحان دے کر دنیا پر کذب و افترا کا پردہ چاک کر کے یہ بات روشن کر دی کہ ترکی کی حربی طاقت کے متعلق یورپ کا گمان محض مغالطہ اور غلط جنس استدلال پر قائم ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور جنگ عظیم میں ترکی کی شکست ہرگز عسکری شکست نہیں بلکہ وہ محض اتفاقی بخت و اتفاقات کی بنا پر تھی جس کو ان لوگوں نے جنگوں میں فتح و شکست کی فیصلہ کن حقیقت قرار دیا ہے۔ نیز جنگ عظیم میں ترکی طاقت کو صدمہ پہنچانے اور رسوا کرنے والے عثمانی حکومت کے ذہنی بیماری سے زیادہ سپاہی خود غرض افسران و شہزادگان تھے۔ اور اندرونی سازش کے بیرونی اثرات تھے جنہوں نے اس کو سنہ ۱۹۱۲ء میں سرویا جیسی معمولی اور ترکوں کی مفتوح حکومت سے شکست کھانے پر مجبور کیا تھا۔ حالانکہ کہ یہی سرویا طاقت کے اعتبار سے اس سے پہلے شاید کبھی بھی ترکی سے برسر پیکار ہو کر عہدہ برآ ہونے کی توقع نہیں قائم کر سکتا تھا۔ اور نہ کبھی اس کی ایسی جو ۔۔۔ جرات ہو سکتی ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم نے جس طرح ساری دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور جس طرح ہر قومی جنگ کے بعد دنیا میں بڑے بڑے انقلابات اور محیر العقول ترقیاں ہوتی آئی ہیں بالکل اسی طرح ترکی کو بھی جنگ عظیم کے بعد اپنے اور موجودہ دنیا کے موقف کا صحیح علم ہو گیا اور اس نے بعض اسلامی اوج کو اپنا پیش نہاد بنا کر دشمنوں اور منافقوں کے احصار میں اپنے عزت مند اور باوقار وطن کے مضبوط اور ناقابل فتح قلعے قائم کر لئے۔ اب اگر آج اس کی موجودہ زندگی کا کوئی گوشہ قابل اعتراض نظر آتا ہے تو یہ فیصلہ کرنے والے اس معرکہ حیات میں اور یکہ و تنہا بر سر آزما غیور و باعزت اقدامات کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ دوسرے یہ دنیا ایک عرصہ جنگ ہے یہاں ہر معرکہ آرا قوم و لشکر اور اس کے قائد اعلیٰ کو اپنے خطط اور اعمال کو حسب توقع محاذ جنگ کے مصالح و ضروریات حرب کی مناسبت سے مرتب کرنے کی پوری شرعی آزادی حاصل ہے۔ اس جہاد و حریت کے بعد لازمی تھا کہ ترکی اپنے ملی و مالی کا جائزہ لیتا اس لئے کہ ہمیشہ کوئی بڑی مصیبت ہی افراد و اقوام کے ہوش بجا کر کے انہیں اپنی کمزوریوں کے ازالہ کے لئے آمادہ و مستعد کرتی ہے اور ایک خارجی مصیبت کے ٹلنے کے بعد افراد یا اقوام کو داخلی مشکلات کا حل تلاش کر کے ان پر غالب آنے اور آئندہ ان مشکلات سے بہرہ مند ہونے کی ترکیب سوچنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

چنانچہ خالدہ ادیب خانم نے اپنی اناطولیہ کی تذکرات میں دمومیناری کی فتح اور غنیمہ سمرنا کی فتح کی مبارکباد میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم و مغفور کے جس قول کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اگرچہ ہم ایک بیرونی دشمن سے جنگ کر کے کامیاب ہو چکے ہیں مگر اصل ہماری حقیقی لڑائی بہت دور ہے۔ اس لئے کہ ہمیں ابھی اندرونی دشمنوں سے مقابلہ و جنگ کر کے قوم کی اس دنیاوی کمزوری کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس ادنیٰ وہم و ظنی مبارکباد کے متعلق ہوں گے اور ہمیں اطمینان ہو گا کہ یہ قوم قوت و سربلندی کے ایک غیر مغلوب ارادہ پیدا ہو گا اور ان میں قوت اور احساس و بیداری کی غیر فانی روح جوش کرے گی۔

اسی چیز کا نتیجہ تھا کہ جنگ عظیم اور اناطولیہ کے بعد اندرونی اصلاح و تعمیر کی جنگ سب سے زیادہ خطرناک تھی۔ شیخ سعید کی بغاوت اور فاریمین کا استیصال خلافت کا اس کی جگہ پر معاہدہ سعد آباد و تنسیخ خلافت کی نیابت کرتا ہوا روح مذہب سے تازگی کے لئے ترجمہ قرآن پاک، قبعہ کا استعمال، پردہ شاہ کا رواج، حقوق نسواں کا تحفظ اور عزت و شرف کا تحفظ اور سب سے بلند و بالا چیز ترکی کے ناقابل شکست عسکری نظام اور اطاعت کی زریں ترقی و فنی صنعات کا احیا بڑی اہم چیزیں تھیں۔ وہ عسکریت جس کی بدولت انہیں ترکوں نے نہ صرف قسطنطنیہ فتح کر کے روح پاک حضرت سرور کائنات و فخر دو عالم کو خوش کیا بلکہ جب قسطنطنیہ پر آخری ضرب لگنے پر گوروح پر فتوح خیر الانام ارواحنا فداہ کو تحیت پہونچی تو اسی عسکری قوت کو استعمال کر کے دوبارہ انہیں سرفروش غیرت مند و جانثار اور اطاعت کیش و مومن صادق ترکوں نے انتہا میں ہلال کی جگہ پر صلیبی پرچم کے دشمن اور ایمان را منظر کی تاب نہ لاکر اعدائے اسلام کو دعوت مبرو دے کر اسی تاریخی میدان میں اس طرح پچھاڑ کر دنیا انگشت بدنداں اور ششدر و حیران رہ گئی۔ اور یہی جذبہ عشق رفاکاری سرکار رسالت آج ترکوں کی حقیقی وطن پرستی کا راز ہے۔ یہ کونسا غلط جملہ ہے کہ ترک پہلے ترک اور بعد میں مسلمان ہے۔ یہ تو ایک تاریخی حقیقت اور امر واقع ہے۔ جس کی گہرائی میں اسلام کی عظمت و ترکی کی ہشتصد سالہ خدمت اسلامی کی تاریخ مضمر ہے جبکہ آج ترکی میں غیر مسلم شادی ترکی قومیت سے اخراج کے مترادف ہے۔

عسکری تقدم

مشرق و مغرب کے نقطہ اتصال پر حکمران قوم کی ذمہ داریاں ایسی تھیں جن سے انتہائی تربیت اور عسکری فتوحات سے مراد ہو کر عہدہ برآ ہوا جا سکتا لہٰذا ترکی نے اپنی جدید ملی تعمیر میں قدیم روایات کے تحفظ کے ساتھ عسکری تفوق و برتری کو تمام اصلاحوں کی بنیاد قرار دے کر ہر چیز پر اس کو مقدم رکھا۔ حتیٰ کہ افسران کو خطابات اور ترکوں کے نام بھی کسی حربی تاریخ کی یادگار ہی کے طور پر دیئے جانے لگے۔ سنہ ۱۹۲۶ء سے ابتک مدارس کا جو نصاب تعلیم منظور ہوا اس میں الف، ب کی پہلی کتاب (ترکی اختیار) سے لیسو (اعلیٰ مضمون) اور یونیورسٹی کی درسی کتابوں تک میں بیشتر اسباق عسکری متعلق اور ترکی حربی تاریخ پر مشتمل ہیں۔ بلکہ ان میں بہت کچھ اضافہ بھی ہو چکا ہے۔ بچوں کی پہلی کتاب میں لڑکے صف بند اور جھنڈے باقاعدہ فوجی مارچ کر رہے ہیں۔ اور ان کا قائد لکڑی کے گھوڑے پر علاوہ سوار ہے و ساتھ قواعد (ڈرل) کی تعلیم اور تماشائی

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ہندو پرجا منڈل حیدرآباد نے اہل ملک سے بلا امتیاز مذہب و ملت و رنگ، جماعت و مکتب خیال اپیل کی ہے کہ مسٹر ساورکر صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی ۶۱ ویں سالگرہ کے موقع پر پیش کش کرنے کے لئے سرمایہ جمع کریں۔ (اسوسی ایٹیڈ پریس)

اس اپیل میں ضرورت سے زیادہ کشادہ دلی اور اقل ترین سمجھ سے کام لیا گیا ہے۔

ایک محفل میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ کئی اعلیٰ عہدے ایسے ہیں جن پر ابھی تک کسی کا تقرر نہیں ہوا مثلاً نظامت ٹپہ، نظامت طبابت، نظامت باغ عامہ وغیرہ وغیرہ ان کے علاوہ اور بھی اعلیٰ جائدادیں ایسی ہیں جو تقرر طلب ہیں۔ ایک صاحب نے جن کو مالیات میں دخل تھا یہ رائے ظاہر کی کہ اگر ختم آبان تک ان جائدادوں پر کوئی تقرر نہ ہو تو دو لاکھ روپے کی بچت ہوگی بعض لوگوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر اتنی مدت تک ان اعلیٰ افسروں کے بغیر کام چل سکتا ہے تو کہیں یہ جائدادیں تخفیف نہ کر دی جائیں۔

ہمیں یہاں گاندھی جی یا کانگریس کی وکالت کرنی نہیں ہے لیکن ملک کے بہترین مفاد میں اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ حکومت کا موجودہ مسلک کس حد تک درست ہے۔ (رعیت)

اس اداریہ میں معاصر موصوف نے یہ ثابت کر دیا کہ حکومت کا موجودہ مسلک درست نہیں ہے اس طرح کانگریس کی وکالت کا فرض بھی انجام دے دیا اور اپنی غیر جانبداری بھی قائم رکھی۔ اگر معاصر موصوف کو کانگریس کا غیر جانبدار وکیل کہا جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

آنریبل مسٹر عبدالعزیز کے خطبۂ جلسۂ تقسیم اسناد جامعہ علی گڑھ پر تبصرہ کرتے ہوئے "ملت کا واحد ترجمان" تحریر کرتا ہے کہ:

"آپ نے طالبات سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بتایا ہے کہ اسلام نے جو حقوق انہیں دئے ہیں وہ آج تک کسی متمدن حکومت میں انہیں نہیں ملے۔ آپ اعلیٰ قانونی قابلیت رکھتے ہیں، دنیا کے سیاسی نظاموں سے آگاہ ہیں، اور جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے برابر بلکہ بعض صورتوں میں ان سے زیادہ حقوق ملے ہیں تو اس کا مطلب خواتین غلط نہ سمجھیں اور اس سے مراد یقیناً قانونی حقوق ہیں"

آپ اطمینان رکھیں عورتوں کو کوئی غلط فہمی نہ ہوگی۔ مگر آپ خود اس غلط فہمی میں مبتلا نظر آ رہے ہیں کہ عورتوں کو قانونی حقوق حاصل ہیں اور مردوں کو غیر قانونی حقوق۔

ترکی صحافتی وفد کے استقبال سے متعلق عبدالقدوس صاحب ہاشمی شریک معتمد مجلس اتحاد المسلمین نے ایک صحافتی بیان جاری کیا تھا جس کے متعلق معتمد صاحب مجلس نے یہ اعلان کیا ہے کہ عبدالقدوس صاحب ہاشمی کے بیان سے مجلس کو کوئی تعلق نہیں۔ (ایک خبر)

مگر عبدالقدوس صاحب ہاشمی کو تو مجلس سے تعلق ہے۔

مذہب و ملت اور سیاسی عقائد کا لحاظ کئے بغیر سارے اہل ہند گاندھی جی سے محبت کرتے ہیں۔ چونکہ گاندھی جی کو ایک زبردست روحانی لیڈر بھی خیال کیا جاتا ہے۔ (رعیت)

سیاسیات اور روحانیات کا یہ امتزاج ہمارے لئے باعث حیرت نہیں۔ ہم معاصر "رعیت" سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گاندھی جی روحانی لیڈر پہلے ہیں یا سیاسی لیڈر پہلے؟

بعض اندرونی اور بیرونی حالات کے دباؤ کے تحت اس نے (ترکی قوم) اپنی حکومت کو غیر اسلامی بنا لیا اور ادارۂ خلافت کو توڑ دیا۔ (ملت کا واحد ترجمان)

اور ترجمان حقیقت "علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ:-

"اسلام اپنی اصلی روح کے لحاظ سے شہنشاہیت نہیں ہے۔ بس خلافت کی تنسیخ میں جو بنو امیہ کے زمانہ سے عملاً ایک سلطنت بن گئی تھی اسلام کی روح کمال اتاترک کے ذریعہ کارفرما رہی"

ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ کس کی ... قبول کریں۔ "ترجمان حقیقت" کی یا "ملت کے واحد ترجمان" کی؟

لاہور کے جریدہ نگاروں سے ترکی صحافتی و... کے قائد نے کہا تھا کہ:-

"عربوں کو ترکوں نے اپنے سے جدا نہیں کیا بلکہ خود عرب ترکوں سے علیحدہ ہو گئے"

عربوں کی اس علیحدگی پر علامہ اقبال مرحوم نے یہ... ظاہر کی تھی کہ:-

"ترکان جفا پیشہ کے پنجہ سے نکل کر بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار"

حکومت سرکار عالی نے اسٹیٹ بینک کے ق... اور شاخ بیمہ کے فوائد سے جس سے اب تک صر... سرکاری ملازمین ہی مستفید ہوا کرتے تھے عوام کو بھی استفادہ کا موقع عطا کرنے کا تصفیہ کیا ہے...

ابھی ہم پبلک انشورنس اسکیم کے برکات اور ثمرات سے بہرہ اندوز ہونے کا بے چینی سے انتظار کر ہی رہے ... کہ یہ خبریں سنائی دی جا رہی ہیں کہ کوئی بیرونی کمپنی اس ... سارے کاروبار کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے (مملکت)

موجودہ دور انقلاب میں قدیم انجمن حرف... غلط کی طرح مٹتے جا رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ا... تاریخ اپنے آپ کو نہیں دہرائے گی۔

بلا تنقید۔

ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ نے مسٹر ساورکر... صدارت میں ایک قرارداد منظور کی جس میں بیان کیا... ہے کہ موجودہ سیاسی حالات کے تحت گاندھی جی کا... سیاسی حربہ کے طور پر بے حد مضر اور مہلک ہوگا۔ مجلس... نے متنبہ بھی کیا ہے کہ کانگریس یا دیگر اشخاص کی جانب... ہندو مہاسبھا سے مشورہ کئے بغیر مسلم لیگ سے گفت و شنید... یا تصفیہ کرنے کے لئے سمجھوتہ کی غرض سے ... فارمولا کو استعمال کرنے کی جو بھی تحریک کی جائے گی... کی پابندی ہندوؤں پر لازم نہ ہوگی۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

بیروزگاری کا ایک نیا حل

"حکمت" کے خلاف نفرت پھیلاؤ اور ماہانہ دس روپے کماؤ

دفتر "حکمت" پر ایک لفافہ بذریعہ ڈاک وصول ہوا۔ یہ لفافہ ایڈیٹر "حکمت" کے نام موسوم تھا لیکن جب لفافہ چاک کیا گیا تو ایک خط برآمد ہوا جو ایڈیٹر "حکمت" کے نام موسوم نہ تھا بلکہ ایک مقامی روزنامہ کے مدیر کے نام موسوم تھا۔ چونکہ یہ خط نہایت دلچسپ ہے اس لئے ہم خط لکھنے والے کا اور اخبار مذکور کے ایڈیٹر کا نام حذف کر کے اس کو شائع کر رہے ہیں تاکہ قارئین بھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ ہمیں اس امر کے باور کرنے میں تامل ہو رہا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ اور شائستہ جریدہ نگار اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے جو مکتوب ذیل میں اس سے منسوب کی گئی ہے۔ "حکمت"

مکرمی محترمی جناب .... ایڈیٹر اخبار .... زاد لطفکم۔

کرمنامہ وصول ہو کر کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی آپ کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ آپ دس دس روپیہ ماہانہ مجھ کو اور خان صاحب کو صرف اس لئے دیتے ہیں کہ ہم ایڈیٹر پیام اور ایڈیٹر حکمت وغیرہ کے خلاف لوگوں میں جذبات منافرت پیدا کر کے .... کی خریداری پر مائل کریں سو جناب والا ہم دونوں اس فرض کو نہایت خوبی سے انجام دے رہے ہیں چنانچہ ماہ گزشتہ میں پانچ خریدار میں نے اور سات خریدار خان صاحب نے فراہم کر کے اخبار .... کی خریدی کا چندہ بھروایا ہے انشاءاللہ اس مہینہ میں بھی فراہمی خریداران کی کوشش جاری ہے بہت سے لوگ ہمارے سمجھانے بجھانے پر پیام اور حکمت وغیرہ کی خریداری بند کر دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں امید ہے کہ چند روز میں ہی وہ لوگ پیام اور حکمت وغیرہ کی خریدی بند کر کے .... کے خریدار بن جائیں گے۔ جناب کے حسب ارشاد اس کام کے لئے ہم نے ایک صاحب کو اور بھی آمادہ کر لیا ہے یہ پروپگنڈہ کرنے میں بہت ہوشیار ہیں مگر وہ دس روپیہ پر کام کرنے رضامند نہیں ہیں بارہ روپیہ مہینہ مانگتے ہیں اگر اجازت ہو تو ان کو مقرر کر لیا جائے۔ سینما کے اشتہار دینے کے بارے میں بھی ہم لوگ بات چیت کر رہے ہیں بہر حال آپ بالکل اطمینان رکھیں ہم آپ کی مرضی کے مطابق تیز کام کر رہے ہیں پرسوں ایک صاحب فرمانے لگے کہ .... میں خلاف شریعت سینما کے اشتہار شائع ہوتے ہیں پہلے تو ان کے نے اس کی خریداری ناجائز ہے اس پر اس شخص سے اور ہم سے ایک طول طویل جھگڑا شروع ہو گیا آخر میں چند لوگوں نے بیچ میں پڑ کر رفع دفع کرایا۔ اخبار حکمت میں سینما کے اشتہاروں کی نسبت .... کے خلاف جو لکھا گیا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے خیالات .... کی طرف سے کسی قدر بگڑے ہوئے نظر آتے ہیں اگرچہ ہم .... کی تائید اور حکمت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ حکمت میں بھی سینما کے اشتہار شائع ہو گئے ہیں اور اس بنا پر ہم نے ایک مجمع عام میں یہ کہہ دیا کہ حکمت بھی تو سینما کے اشتہار شائع کرتا ہے دوسرے لوگ ہم کو جھٹلانے لگے آخر کار حکمت منگا کر دیکھا گیا تو اس میں سینما کا کوئی اشتہار نہ تھا اس موقعہ پر ہم کو بڑی شرمندگی ہوئی آخر ہم نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے کہا کہ ہم پچھلے پرچوں میں سینما کے اشتہار دکھا دیں گے۔ آپ کے لکھنے کے بموجب ہم نے یہاں بہت تلاش کی مگر پیام اور حکمت کے کسی خفیہ ایجنٹ کا پتہ نہیں چلا شاید آپ کو اس بارہ میں کسی نے غلط باور کرایا ہے۔ اور آپ نے جو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہم لوگ نہایت راز میں کام کریں اور آپ کے خطوط فوراً چاک کر دیا کریں اس کے متعلق آپ بالکل اطمینان رکھئے ہم آج سے یہ کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ کے والد صاحب کے زمانہ سے .... کی خفیہ خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ مرحوم نے ہماری کارگزاریوں کے سلسلے میں خوش ہو کر کئی مرتبہ ہم کو انعام بھی دیا تھا۔ ہم سے آپ یہ امید ہرگز نہ رکھئے کہ ہم تنخواہ لیں آپ سے اور کام دوسرے کا کریں۔ گزشتہ ہفتہ کے اخبار مدینہ میں کسی رامپور والے نے ننگ وطن کے عنوان سے ایک نظم شائع کرائی ہے شاید آپ کی نظر سے بھی گزری ہوگی۔ اس نظم میں قائد ملت بہادر یار جنگ بالقابہ پر جو حملے کئے گئے ہیں ان سے ہم لوگ آگ بگولا ہو گئے ہیں مگر کیا کریں لکھنے والا حیدرآباد کے باہر رہتا ہے اس لئے ہم لوگ مجبور ہیں اگر حیدرآباد کا کوئی شخص ہوتا تو ہم اس کو بتا دیتے جیسے کہ پیام اور حکمت کی زبان ہم نے بند کر دی ہے کیا مجال کہ اب وہ قائد ملت کے خلاف ایک لفظ بھی لکھ سکیں اسی سے ان لوگوں کی جرأت اور ہمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک ہی ڈانٹ میں سیدھے ہو گئے آئندہ قائد ملت کے نام سے کانپنے لگے۔ مگر یہ شخص باہر کا ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قائد ملت کے متعلق مواد حیدرآباد سے دیا گیا ہے ورنہ جو باتیں نظم میں لکھی گئی ہیں وہ رامپور کے باشندہ کو ہرگز معلوم نہ ہو سکتیں یہ کوئی گھر کا بھیدی ہے قائد ملت جانے اور آپ کے دونوں کے سرپرست ہیں ان کی ذات ستودہ صفات سے ہر قسم کا فائدہ پہنچتا ہے ان میں کتنی ہی خامیاں اور برائیاں بھی ہوں مگر ہم اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے اسی طرح دوسرے کی زبان سے بھی نہیں سن سکتے۔ آج کونسا ایسا لیڈر ہے جو اپنے نام نمود کے لئے کام نہیں کر رہا ہے ایک قائد ملت ہی کیا موقوف ہے مگر چونکہ وہ ہمارے مربی ہیں اس لئے ان کی ہر برائی کو بھلائی میں تبدیل کر کے بیان کرنا ہمارا فرض ہے۔ دو تین روز میں مرزا صاحب حاضر خدمت ہوں گے اگر ممکن ہو تو اس ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی عنایت فرمائی جائے شدید ضرورت ہے۔ جملہ کام آپ کے حسب ہدایت انجام دئے جائیں گے۔

نیازمند

....

اعلان

شکر کے متعلق قواعد

بہ لحاظ ان اختیارات کے جو قواعد متعلقہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ (۲) کے تحت حاصل ہیں صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

(۱) دی نظام شوگر فیکٹری لمیٹیڈ وہ تمام شکر جن کی فروخت کا معاہدہ کیا تھا مگر جس کو ۳۰ اسفندار سنہ ۱۳۵۲ ف یا اس سے پیشتر خرید کنندگان کے حوالہ نہیں کیا تھا اور جو حسب الحکم سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی نشان (۱) امور خیرہ مورخہ اسفندار سنہ ۱۳۵۲ ف تک سرکار عالی ضبط کرلی گئی تھی اس شخص یا ان اشخاص کے حوالہ کر دے جن کو سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی اس کے حاصل کرنے کے لئے مقرر فرمائیں۔

(۲) حسب فقرہ (۱) مقرر کردہ شخص یا اشخاص کو اس طریقہ پر یہ شکر حوالہ کی جائے جو سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی مقرر فرمائیں اور اس طرح حوالگی تک شکر منجانب سرکار عالی فیکٹری مذکور کے پاس محفوظ رہے۔

(۳) ان اشخاص کو جنہوں نے ۳۰ اسفندار سنہ ۱۳۵۲ ف سے پیشتر مذکورہ شکر کی خریدی کا معاہدہ کیا تھا اور اس کی قیمت ادا کر دی تھی مگر اس کو حاصل نہیں کیا تھا منجانب سرکار عالی بتوسط فیکٹری مذکورہ بحساب (سکہ) فی حیدرآبادی ایک ہنڈرڈ ویٹ ان کی متعلقہ شکر کی قیمت ادا کر دی جائے اور

(۴) حسب فقرہ ۳ بالا رقم کے حصول کے بعد مذکورہ اشخاص کو شکر مذکورہ کے حکم نامہ کے متعلق بمقابلہ فیکٹری مذکور یا بمقابلہ سرکار عالی کسی قسم کے دعویٰ کا کوئی حق نہ ہوگا۔ (معلومات عامہ)

ممالک محروسہ میں قابلِ انسداد امراض کا تفصیلی جائزہ

دو سالہ اسکیم کی منظوری

حکومت سرکار عالی نے ایک دو سالہ اسکیم منظور کی ہے۔ یہ اسکیم محکمۂ صحت عامہ نے مرتب کی ہے تاکہ ممالک محروسہ میں ایسے متعدد امراض کے بارے میں جن کا انسداد ممکن ہے، صحیح حالات، امراض کے اثرات اور ان کے پھیلنے کے اسباب کی باقاعدہ طور پر تحقیقات کی جائیں گی۔ اس تحقیقی جائزے کا یہ مقصد ہے کہ ان امراض کا پوری طرح انسداد کی مہم شروع کرنے سے قبل ضروری معلومات فراہم کرلئے جائیں۔ چنانچہ اس ضمن میں (۹۹۹۹) روپے مصارف اور غیر متوالی مصارف منظور کئے گئے ہیں۔ اور اس اسکیم کے تحت باقاعدہ کام جلد شروع ہو جائے گا۔ جن امراض کے متعلق تفصیلی دریافت کی جائے وہ ملیریا، طاعون، جذام، نارو، فیل پا اور کوڑیا روگ ہیں جن کی وجہ سے ممالک محروسہ میں شدید اور جانی نقصانات ہوتے ہیں۔

تفصیلی جائزہ کے اسباب

اس اسکیم کو مرتب کرنے کا سبب یہ احساس ہے کہ اگر کسی علاقہ یا ملک میں کسی مرض کا کامل طور سے انسداد کرنا مقصود ہے تو یہ لازمی ہے کہ اس مرض کے اثرات، اس کے پھیلنے اور شدت اختیار کرنے کے اسباب کے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کی جائیں۔ اب تک مخصوص علاقوں میں پائے جانے والے امراض اور شدید امراض سے متاثر ہونے والے علاقوں کی حد تک مختلف حالات کے تحت سرسری دریافت کی گئی لیکن یہ تمام تحقیقی دریافت غیر تربیت یافتہ عملے نے انجام دی ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ مرتب کردہ مواد میں ضروری باقاعدگی نہ ہو سکی نیز تمام ممالک محروسہ سے متعلق معلومات فراہم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ ان امراض کا موثر طور پر انسداد کرنے کے لئے کسی باقاعدہ مہم کو کامیاب بنانے کے لئے یہ لازمی شرط ہے چنانچہ اب یہ تجویز ہے کہ موجودہ تحقیقات سے جو نتائج مرتب ہوں ان کو آئندہ اسکیموں میں بنیادی حیثیت دی جائے۔

تین تحقیقاتی جماعتیں

یہ تحقیقات تین جماعتیں انجام دیں گی جن میں سے ہر ایک جماعت ایک سروے آفیسر (اسسٹنٹ سرجن کا عہدہ)، ایک سب اسسٹنٹ سرجن، ایک مقدم چپراسی اور دو چپراسیوں پر مشتمل ہوگی۔ ان میں سے ایک جماعت ملیریا اور فیل پا سے متعلق تحقیقات کرے گی۔ دوسری طاعون کے بارے میں ضروری مواد فراہم کرے گی۔ اور تیسری جماعت جذام، نارو اور کوڑیا روگ کے بارے میں تفصیلی دریافت کرے گی۔

تفصیلی دریافت کی نوعیت

ملیریا اور فیل پا دونوں ایسے امراض ہیں جو مچھروں کی وجہ سے پھیلتے ہیں اور اس لئے دریافت کا ایک حصہ امراض پھیلانے والی قسم کی عادات اور خصوصیات معلوم کرنے کے لئے مخصوص ہوگا۔ درحقیقت ممالک محروسہ میں ملیریا کی وجہ سے لوگ شدید مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور بکثرت جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ مختلف اندازوں کے مطابق ممالک محروسہ میں ملیریا کی وجہ سے واقع شدہ اموات کا شمار (۰۰۰۰۰) سالانہ کیا جاتا ہے۔ اس شدید جانی نقصان کے علاوہ یہ بات بھی پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جن علاقوں میں ملیریا کا وجود ہے وہاں کی آبادی شدت مرض کے تناسب سے بالعموم جسمانی، ذہنی اور معاشی اعتبار سے کمزور ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے قدرتی پیداوار اور علاقوں کو ترقی دینے میں شدید رکاوٹیں عاید ہوتی ہیں اور ان کو دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مرض کے انسداد کی فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔

اگرچہ کہ ممالک محروسہ میں ملیریا کی روک تھام کے لئے بہت کچھ جد و جہد کی جاتی ہے لیکن فیل پا کی روک تھام کرنے کے لئے اب تک کوئی باقاعدہ کوشش نہیں کی گئی اور نہ تو اس کے اثرات اور شدت کا تعین کرنے کی کوشش ہوئی حالانکہ ممالک محروسہ کے بعض حصوں میں اس مرض کا کافی زور ہے۔ اس مرض سے براہ راست جانی نقصان تو نہیں ہوتا لیکن یہ مریض کو ناکارہ بنا دیتا ہے اور بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس مرض کا انسداد تعلی طور سے ممکن ہے چنانچہ یہ تجویز ہے کہ موجودہ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد اس مرض کی روک تھام کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جائیں۔

طاعون سے متعلق تحقیقات

مرض طاعون کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کے لئے ایک علحدہ جماعت بنانے کی تجویز پیش کی گئی ہے کیونکہ اس مرض سے متعلق مسائل کی خاص نوعیت ہے اور باقاعدہ طور پر تفصیلی دریافت کی وجہ سے دوسرے امراض کے متعلق بہت مفید مواد فراہم ہو سکے گا۔ طاعون خاص موسم میں پھیلتا ہے اور گزشتہ تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ اس مرض کے پھیلنے کا زمانہ وہی ہوتا ہے جب پسوؤں کی انتہائی کثرت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کہ ان مقامات میں جو وبا میں مبتلا رہتے ہیں تقریباً ہر ایک جگہ موسم کے آخری ایام میں وبا پھیلتی ہے اور بعض مقامات میں وبائی زمانہ میں بھی مرض کے اثرات باقی رہتے ہیں اور جب حالات مرض بڑھنے کے موافق ہو جاتے ہیں تو یکایک یہ مرض تیزی سے پھیل جاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان مقامات کی وجہ سے یہ وبا وسیع علاقوں میں پھیلتی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ تحقیقات خاص طور پر ایسے مقامات کے بارے میں تفصیلی حالات دریافت کرنے کے لئے کی جائے گی۔

مرض جذام

ہندوستان کے جن حصوں میں مرض جذام کے متعلق تفصیلی دریافت کی گئی ہے ان کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں جذام کے جو اعداد تھے ان کو صحیح اعداد فراہم کرنے کے لئے پانچ گنا کرنا پڑے گا۔ ممالک محروسہ میں متعلقہ نظام بھی ایسا حصہ ہے جہاں مرض جذام کی تعداد کے بارے میں صحیح مواد فراہم کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں اس مرض کے بارے میں ایک محدود دریافت کی گئی تھی جو اس تعداد کے (۱۲۰) مواضعات پر مشتمل تھی۔ اس دریافت سے یہ ظاہر ہوا کہ (۹۰۰۰۰) مجموعی آبادی میں سے (۵۰۰) اشخاص یا تقریباً ایک فیصد مرض جذام میں مبتلا ہیں۔ اگر زیادہ صحیح دریافت کی جائے تو خیال ہے کہ اس سے بہت زیادہ تعداد کے اس مرض میں مبتلا ہونے کا علم ہوگا۔ اس مرض کی صحیح وسعت، نوعیت اور مدارج اور اس سے متاثر علاقوں کے بارے میں صحیح معلومات اب تک فراہم نہیں ہو سکے ہیں اور موجودہ تحقیقات میں یہ تمام امور شامل رہیں گے۔

نارو اور کوڑیا روگ

ممالک محروسہ کے بعض حصوں میں نارو کی وجہ سے بہت سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس کی وجہ سے زیادہ جانی نقصان تو نہیں ہوتا لیکن یہ مرض مریض کو بیکار بنا دیتا ہے اور طویل مدت تک وہ تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اور بعض اوقات تو ہمیشہ کے لئے لنگڑا لولا ہو جاتا ہے۔ سنہ ۱۳۴۳ف میں علاقہ مرہٹواڑہ کے تین اضلاع یعنی عثمان آباد، گلبرگہ اور بیڑ میں جزوی دریافت کی گئی تھی اور بعض منتخب کردہ مواضعات میں (۹۶۷۱) اشخاص اس مرض میں مبتلا پائے گئے۔ بعض مواضعات میں جہاں اس مرض کا شدید اثر تھا پوری آبادی کے پچاس فی صد تک اس مرض میں مبتلا تھے۔ اس کے علاج کے لئے اب تک کوئی طبی دریافت نہیں ہوئی ہے اور ان حالات میں اس کی روک تھام کے لئے صرف انسدادی تدبیریں ہی مفید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا تینوں اضلاع میں یہ انسدادی تدابیر اختیار کی گئیں اور کافی کامیاب رہیں۔ توقع ہے کہ موجودہ تفصیلی دریافت سے اس مرض کی پوری وسعت اور اس کے اسباب کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہو سکیں گی اور ان کے پیش نظر تمام ممالک محروسہ میں انسدادی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

کوڑیا مرض

کوڑیا روگ سے متعلق حال ہی میں عام بحث ... اور ... قابل انسداد نوعیت کا مرض قرار دیا گیا ہے

یہ ملک مقومہ میں اس مرض کا علم ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ موجودہ اور دتر مشرقی حصوں اور اضلاع کریم نگر، ورنگل اور محبوب نگر کے بعض ملحقہ علاقوں تک محدود ہے۔ اس مرض کے متعلق بہت سی باتیں ابھی تک دریافت طلب ہیں تاہم اس کا قطعی طور پر علم ہو چکا ہے کہ ایک سنکھیائی مرکب تیسر ین سے اس مرض کا علاج ہو سکتا ہے گذشتہ دو سال کے عرصہ میں متاثرہ علاقوں میں تقریباً ۲ ہزار اشخاص کا علاج تجربہ سریائین کے انجکشن دے کر کیا گیا اور ان میں سے (۵۰) فیصد تک اچھے ہو گئے۔

نشر و اشاعت

اس تفصیلی دریافت کے دوران میں مقبول عام پوسٹروں فلموں اور فانوسی تصویروں کے ذریعہ انسدادی اور تعلیمی نشر و اشاعت کا کام بھی انجام دیا گیا جس میں [illegible] مرض کے بارے میں خاص طور سے تشہیر کی جائے گی۔ توقع ہے کہ اس طرح موضعات کے باشندوں کو پورا تعاون حاصل کیا جا سکے گا اور اس تحقیقات سے متعلق بہ ایک مرض کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہو سکیں گی۔

۱۹۲۰ء سے فیصلہ کن معرکوں میں ان سے دو تین ہو کرتے رہے ہیں جن میں ترک قوم کی قسمت کا فیصلہ ہوا جتنے معرکے ترکی جمہوریہ نے لڑے ان سب میں یہ پیش پیش رہے ہیں اور ان سارے معرکوں میں انھوں نے اپنے دامن شکست کی بدنامی کا دھبہ نہیں لگنے دیا۔

بیسویں صدی کے فوجی سپہ سالاروں میں صف اول میں جگہ پانے کے مستحق ہیں اور تاریخ میں وہ ترکی کے ایسے محسنوں میں شمار کئے جائیں گے جن کی محنتوں اور جانفشانیوں کی بدولت ترک آزاد قوم میں شمار ہوئے اور اب یورپ کی بڑی طاقتوں کے ہم پلہ ہو گئے ہیں۔

(پیام)

ترکی یا محسن مشرق

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

اسباق بھی زیادہ سے زیادہ حربی تذکرہ سے مملو ہیں ان ابتدائی کتابوں میں بچوں کو پریڈ (قواعد فوجی) توپ گولے وغیرہ فن حرب کی چیزوں سے روشناس کرایا گیا ہے اس کے بعد بتدریج ترکی (اخوت) رواداری کے ساتھ ساتھ حربی دوڑ کی جو اسپرٹ پیدا کرنے والے اسباق دیتے ہوئے ثانوی مدارس بھی میں لڑکوں کی طبیعت اور حربی روح سے لبریز کر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بطور مثال کے نصاب کی بعض کتابیں جو میرے پاس ہیں اور ان میں ابتدائی قواعد اور گرامر کی کتاب میں [illegible] کی مشہور جنگ کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی ۲۰۰ دن قریب ایک بوڑھے تاک انداز توپچی کو گولے مارتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ جس کے بعض فقروں کو لڑکے بڑی خوشی سے [illegible] ان میں پڑھتے اور کھیلتے ہوئے تبع کرتے ہیں۔ اسی طرح اسی کتاب میں اناطولیہ کی جنگ کی طبیعت سمجھتے ہوئے اور اس میں فتح کا سہرا ترکی عالی اور سب سے عمدہ و دلدادہ کو قرار دیا یہ تو محض قواعد متعلق اسباق تھے ورنہ جدید تاریخ اور جغرافیہ کی حربی تمدن اور اس کی قوت مقاومت کو ناقابل شکست بنانے کے لئے جو وسائل گھروں پر اور مدارس میں قومی اصولوں اور مشکل عسکری تمرین کی شکل میں اختیار کئے جاتے ہیں اور وہ ایک طویل فہرست کے طالب ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہوائی جہاز خواہ ترکی کے پاس کس قدر کم ہوں لیکن اس کے جہازی پائلٹ کسی قوم سے کسی معنی میں کم اہمیت و لیاقت کے حامل نہیں ہیں۔

آمریت

اس عسکری ضرورت اور عسکری رجحان بلکہ ایک قومی و ملی روایت کے احیاء بلکہ ایک ضعیف قوم کی از سر نو تعمیر و تنظیم کا لازمی نتیجہ تھا کہ قوم کا آئین عسکری بنیادوں پر قائم ہو جسے آمریت یا عسکری حکومت کہتے ہیں۔ اس لئے کہ عسکری نظام کی روح رواں اطاعت مطلق ہے ایسی اطاعت جس کے جذبات ہر سپاہی کے اعماق قلب سے پیوستہ ہوئے ہوں ایسی صورت میں جو شخص بھی صدر جمہوریہ ہوتا اس کی بے چون و چرا اطاعت قوم پر واجب تھی۔ اس لئے کہ قوم کو ایک عرصہ تک کے لئے حربی خطرات کا اندیشہ فرض کر لیا گیا ہے اور اس کی ترقی کا انحصار ناقابل شکست عسکری طاقت اور بلند اخلاق مستقل و اقتصادی قوت پر تعین کر لیا گیا ہے جس پر ہر بچہ اور مرد و عورت بلکہ بوڑھوں تک بھی ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہ کر اپنے فرائض کی انجام دہی رہنا لازم ہے۔ اس نے اسلامی اصول کے مطابق عسکری تعلیم حاصل کرنا ہر ترک بچے کا جزو حیات ہے اور پھر فوجی خدمات کی عمر ۲۰ سے ۴۶ سال تک قرار دی گئی ہے جو ضرورت کے وقت ۱۶ سے ۵۵ سال بھی ہو جاتی آج ترکی کی صورت میں بھی اسلامی غزوات ہیں

موصلات سائیکات کی طرح اپنی قومی خدمات میں اکہرے دونوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں۔ بہت سی عورتیں بہترین ہوا باز ہیں اور انجمن ہلال احمر میں تو ان پاک باز خواتین نے ہمیشہ اپنی ایمانی جرأتوں کا ثبوت پیش کیا ہے۔

جس طرح فوج کا قائد عام فوج کے ہر نظم و نسق کا مختار مطلق ہے اسی طرح ترکی جمہوریہ کا صدر فوج کے علاوہ ایک تمدنی مدرسہ اور معاشی عمل کے میدان اور ملی زندگی کے ہر شعبہ کا نگران و معتمد ہے۔ اور یہی وجہ تھی جو جمہوریہ ترکیہ کے پہلے صدر غازی مصطفی کمال پاشا مرحوم کو قوم نے پدر ترکان (اتاترک) کے عزیز ترین لقب سے مخاطب کرنا اپنے لئے باعث شرف سمجھا۔

وطنیت

وطنیت ان لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ بدنام شئے ہے جو اس کو اسلام سے کوئی جدا حقیقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک شخص اگر اپنا کوئی وطن قرار نہیں دیتا تو وہ ابھی کس چیز کی طرف سے دفاع کرے گا۔ وطن تو بہرحال ضروری ہے۔ وہ دنیا کا ایک گوشہ بھی ہو سکتا ہے اور ساری کائنات اور مخلوق ارضی و سماوی بھی لیکن جب تک سارا دنیا اپنا وطن نہیں بنتی اس وقت تک کسی ایک مقام کو وطن قرار دے کر اس کا دفاع کرتے ہوئے ناموس ملت کو برقرار رکھنے سے کسی قوم کو آپ کیوں باز رکھنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ بڑھ کر بھی کوئی تخریب ہو سکتی ہے کہ قرآن و حدیث وطن کے دفاع اور اس کے لئے قتال و جنگ کو فرض قرار دیں اور آپ بھی بے حد و حساب پر فخر کرتے ہوئے ترکوں کو اپنی بد عقلی اور مغربی پروپگنڈے و روایت کے فریب میں مبتلا ہو کر گمراہ و غیر مسلم قرار دیں۔ یہ ان کی عقل و دانش بیاں پر حیرت ہے۔

کیا اسلام نے نماز سے پہلے وضو کو مقدم نہیں قرار دیا ہے حالانکہ مقصود بالذات نماز ہے مگر آپ وضو کو کیوں برا نہیں کہتے اور جہاں جو دونوں پہلے اپنے گھر میں چراغ جلاؤ پھر مسجد میں جلانا کہنے کے باوجود ترکی وطنیت کے تقدم کے فلسفہ کو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ وہ آپ سے زیادہ سچے کار مومن و مجاہد ہیں۔

مارشل چکماک

حضرت [illegible] سراج افروز کی طرح مارشل فوزی چکماک سلطنت کے قیصر [illegible] جن کے سہارے ترکی جمہوریہ کی نئی عمارت کھڑی ہے ایسے سپاہی کی زندگی کے حالات لکھنا تقریباً ناممکن ہے جس کی زندگی کا بہت بڑا حصہ وحشت ناک [illegible] لڑائیوں میدانوں اور پہاڑوں کی پیچیدہ اور پر خطر وادیوں میں گزرا ہے۔ ان کی شخصیت اور ان کے کارنامے و بہادری بات سے بہت کافی روشنی پڑے گی کہ انہوں نے شروع ہی سے مصطفی کمال کا ساتھ دیا اور ان ۱۹۲۰

خارکوف کا سقوط

اسٹالن گراڈ اور رستوف سے بھی بڑی شکست

ماسکو، ۱۶ فروری۔ آج صبح سویرے ماسکو سے ڈرامائی طور پر یہ خبر نشر کی گئی کہ ۱۶ ماہ تک دشمن کے قبضہ میں رہنے کے بعد آج خارکوف آزاد ہو گیا اور روسیوں نے پھر اس پر قبضہ کر لیا۔ ماسکو ریڈیو پر یہ خبر نشر ہونے کے مقررہ وقت سے چند منٹ پہلے موسیقی کا پروگرام روک کر اعلان کیا گیا کہ "ہماری فوجوں نے خارکوف پر قبضہ کر لیا ہے"۔ اس کے بعد اعلان کرنے والوں نے روس کا یہ خصوصی اطلاعیہ دوبارہ دہرایا۔

"۱۶ فروری ۱۹۴۳ء کو ہماری فوجوں نے شہر خارکوف پر دھاوا کیا اور شدید لڑائی سے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

خارکوف کی جنگ میں ہماری فوجوں نے جرمنی کے ایک ایس ایس آرمی کور کا جو "گریٹ جرمنی" کہلاتی تھی، ایک موٹری دستہ کا جو ایک دستہ ہوائی جہاز شکن کہلاتا تھا اور کئی ایک پیادہ دستوں اور اسپیشل جرمن یونٹوں کا صفایا کر دیا۔

اطلاعیہ میں ان جنرلوں کے نام بھی بتائے گئے ہیں جن کے سر اس فتح کا سہرا ہے۔

اگرچہ تفصیل سے یہ نہیں معلوم ہوا ہے کہ اس جرمن دستہ کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ جو شہر خارکوف کے اندر متعین تھا لیکن اتنا معلوم ہے کہ دشمن کی بری طرح سرکوبی کی گئی۔

آغاز جنگ سے آج تک جرمنوں کو جو شکستیں ہوئی ہیں ان میں سب سے بڑی شکست خارکوف کا سقوط ہے۔ یہ اسٹالن گراڈ اور رستوف کی ہزیمتوں سے بھی بڑی ہزیمت ہے۔ جرمنوں نے خارکوف کو دسمبر ۱۹۴۱ء میں ایک لاکھ بیس ہزار مقتولین و مجروحین کی قربانی دے کر حاصل کیا تھا اور اس وقت سے اب تک یہ شہر ان کے قبضہ میں تھا۔ گذشتہ ماہ مئی میں جنرل تموشنکو نے اس شہر پر جو ہوائی یلغار کی تھی گرچہ اس میں روسی فوجیں قریب تک پہنچ گئی تھیں لیکن جرمنوں کے مستحکم دفاع پر قابو پانا مشکل تھا مگر اس مرتبہ سرخ فوجوں نے صرف پانچ یوم کی جدوجہد میں جرمنوں کی دفاعی طاقت کو پاش پاش کر کے شہر کو لے لیا۔

خارکوف وہ مرکز ہے جہاں سے جرمن پچھلے دس مہینوں تک پورے شمالی روسی محاذ جنگ کو فوجیں پہنچا رہے تھے۔ یہی ہے وہ مقام جہاں سے ہٹلر نے اسٹالن گراڈ اور قفقاز پر ناکام چڑھائی کی تھی۔

جنوب میں

خارکوف کے جنوب میں سرخ فوج تیزی سے بگرزک کی طرف بڑھ رہی ہے۔ روسیوں نے دو ریلوے اسٹیشنوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو شہر سے ۲۰ میل کے فاصلہ کے اندر ہیں۔ اور اس دن یہ دونوں رہ گئے ہیں جو رستوف سے مغرب کی جانب جاتی ہے۔ دوسری سوویٹ فوجیں اسٹالینو اور ایک کلیدی جنکشن کی طرف بڑھ رہی ہیں جو شمال مشرق کی سمت ۳۰ میل پر ہے اس طرح سے دونٹز اور اس کے مغرب کے علاقے کے درمیان جرمن فوجوں کی آمد و رفت کے لئے جو ایک ریلوے رہ گئی تھی وہ بھی خطرہ میں آ گئی ہے۔

جو سرخ فوج شمال میں ورشیلوف گراڈ سے جنوب میں بحر ازوف کے ساحل تک ۹۰ میل طویل محاذ پر بڑھ رہی تھیں وہ اور آگے بڑھ گئیں۔ اور انہوں نے پچھلے ۲۴ گھنٹوں میں ۰۰ مقامات پر قبضہ کر لیا۔

اس محاذ جنگ کے شمال میں جرمنوں کے ایک اور بڑے مورچے اور ریل کو سوویٹ فوجوں نے خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ یہ فوجیں کرسک کے آس پاس شہر کے سرمائی دفاع کو چیر کر شمال کی طرف بڑھ گئی ہیں۔

قانون انسداد گداگری

مجلس بلدیہ میں بحث و تمحیص

حیدرآباد، ۲۲ فروری۔ مسٹر کرشنا سوامی مدیراج نے آج مجلس بلدیہ کے اجلاس خاص میں مسئلہ انسداد گداگری پر اپنی رائے پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ انہوں نے مجلس قائمہ کے منشاء کے بموجب انسداد گداگری کا تفصیلی مطالعہ کرانے کے بعد رائے مرتب کی ہے اور وہ منتخب کمیٹی انسداد گداگری کے رکن ہیں اور اس کے شعبہ پروپگنڈہ کے معتمد بھی ہیں۔

مسودہ قانون انسداد گداگری کی تدوین اور محکمہ سرکار اور بلدیہ کی مراسلت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتلایا کہ کرنل ٹرنچ نے جو اس وقت صدر المہام پولیس تھے قانون بلدیہ بلدہ بمبئی کے قانون کے بموجب ترمیم تک مسئلہ کو محدود رکھنے کی رائے دی تھی۔ اور صدر المہام بہادر فینانس نے بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر فرمائی تھی کہ حصول منظوری مسودہ قانون کی نسبت قطعی رائے کے اظہار سے پیشتر ان گداگروں کی تعداد کا جن کی نسبت کارروائی کی جاتی ہے۔ مجوزہ مسودہ قانون میں مسئلہ گداگری کے حل سے متعلق جو طریقہ مضمر ہے اور جن ذرائع سے اس مرض کی بیخ کنی کی جانی مقصود ہے ان سب کا ایک سرسری اندازہ سررشتہ فینانس کو ہونا چاہئے۔ اس کے بعد مسٹر مدیراج نے بلدیہ کی نگرانی میں لئے جانے کے مسئلہ پر روشنی ڈالی اور آگے چل کر بتلایا کہ اس وقت کے ناظم صاحب نے گداگروں کی مجوزہ پہلی یونٹ کے لئے تین ہزار روپیہ ماہانہ اور ۳۹۰۰ ہزار روپیہ سالانہ کے مصارف ہونے کی رپورٹ دی۔ اس طرح تین سو گداگروں کی رہائش وغیرہ کا انتظام ہو سکے گا۔ خرچ نے گداگروں کے لئے بافندگی، زراعت اور کی ملازمت اور دستکاری وغیرہ کے کاموں کی بھی صراحت کی اور حیدرآباد میں گداگروں کی اصلاحی اسکیم کے سلسلہ میں ضروری سمجھا گیا تھا اس کی نسبت بتایا گیا کہ دفاتر کلاں اور جاگیرات وغیرہ کے محکموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فنڈ سے ماہانہ (۳۰۳۰) روپیہ آمدنی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ دیگر وسائل سرمایہ پر روشنی ڈالتے اور انتظامات کا ذکر کرنے کے بعد مسٹر مدیراج نے بلدیہ اور منتخب کمیٹی انسداد گداگری کے اختیارات کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ کمیٹی ایک ذیلی کمیٹی انتظامی کی طرح کام کر سکتی ہے۔ انہوں نے پانی فنڈ کی متوقع آمدنی کی نسبت کہا کہ اس کا جو کہ لزوم نہیں اور یہ کمیٹی کی [illegible] ہے اس سے اتنی بڑی آمدنی کی فوری توقع مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلدیہ نے صرف بارہ ہزار روپیہ کی گنجائش رکھی لیکن ناظم صاحب کی یادداشت سے معلوم ہوتا ہے کہ منتخب کمیٹی نے ابتدائی انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اس سلسلہ میں وسائل آمدنی اور خرچ پر بحث کرتے ہوئے مسٹر مدیراج نے رائے ظاہر کی ہے کہ قانون کا نفاذ ختم جنگ تک ملتوی رکھا جانا چاہئے۔

اس رائے میں مجلس قائمہ نے اتفاق کر لیا ہے اور اجلاس خاص میں یہ رائے بغرض منظوری پیش ہو۔ (دورنگی اخبار پریس)

اردو کی مخالفت کا پس منظر

(بقیہ صفحہ [illegible])

مرزاپور، جونپور اور اعظم گڑھ کے ضلع میں کاشتکار بولی جاتی ہے اسے بھوجپوری یا اودھی اور بندیل کھنڈی وغیرہ کو جو لوگ عوامی کہتے ہیں وہ ان کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ بھول جاتے ہیں کہ یہ بولیاں مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے ہندی کا۔ وہ چاروں طرف کی زبان نہیں ہے اسے کسی بھی صوبائی زبان کو مار کر پھیلنے کا ادھیکار نہیں ہے۔ ہندی جاننا تعلیم کی کسوٹی بنانا غلط ہے۔"

ہندی سے کسی کو خدا واسطے کا بیر نہیں ہے بلکہ صاحب بصیرت اشخاص پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہاں اردو جس طرح سے اردو زبان کی خدمت کرتے ہیں وہ اسی طرح سے ہندی جیسی زبان کو بھی فروغ دیتے ہیں چنانچہ ملک کے ادبی جرائد میں علی العموم ایسے کلام شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں اردو ہندی دونوں زبانوں کے الفاظ ملے جلے ہوتے ہیں اور روز بروز ایسی شاعری ترقی پسند حلقوں میں وسعت اختیار کرتی جاتی ہے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بلاد الہاود طن کا ایک عنصر خواہ مخواہ کی عداوت اردو سے روا رکھے۔ اس کے مٹانے کے درپے ہے! اور ہندی میں ایسے کرخت و بھیانک الفاظ تحریر و تقریر میں استعمال کرے جو وحشیوں کی سمجھ میں بھی نہ آئیں! (البرق، کشمیر)

اشتہار حضوری عذرداران، مرتبہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ پرینڈہ ضلع عثمان آباد

واقع ۵ فروری ۱۳۵۲ف

نمبر مقدمہ ۳ سنہ ۱۳۵۲ف اجلاس مولوی ہدایت احمد بی اے ایل ایل بی منصف تعلقہ پرینڈہ

مقدمہ میں

درخواست ساوترا بائی زوجہ امنت پرینڈہ برائے عطائی صداقت نامہ وراثت

بنام ۔ سریو بائی عرف تائی بائی زوجہ گوبند راؤ قوم برہمن عمر ۶۹ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن موضع بکان ونتو تعلقہ پرینڈہ

۲ مرلی بائی پدر امنت راؤ نابالغ عمر ۱۳ سالہ بولایت مادر حقیقی ساوترا بائی درخواست گذار ساکن پرینڈہ

۳ مالی عرف راجہ بائی پدر امنت راؤ نابالغ عمر ۱۰ سالہ بولایت مادر حقیقی ساوترا بائی زوجہ درخواست گذار ساکن پرینڈہ

ذریعہ اشتہار ہذا متوفی مندرجہ صدر اور عوام الناس کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مسماۃ ساوترا بائی زوجہ متوفی مسمی امنت پرینڈہ ساکن پرینڈہ نے عدالت ہذا میں بغرض حصول دیون مندرجہ حاشیہ صداقت نامہ وراثت عطا کیا جائے لہذا اگر متوفی یا اور کسی شخص کو عطائے صداقت نامہ کے متعلق کوئی عذر ہو تو اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ

رقم مندرجہ پاس بک پیونگ بنک کا رعایا کرناٹک بنک لمٹیڈ
رقم مندرجہ سارٹیفکٹ نمبر ۳۰۱۹ ورک ٹیاس بارکی ٹی ماخت کلکٹر اوراک
رقم مندرجہ سارٹیفکٹ نمبر ۳۰۲ ورک ٹیاس بارکی ٹی ماخت کلکٹر اوراک
رقم مندرجہ سارٹیفکٹ نمبر ۱۳۰ دی ہیکر لمیٹیڈ بارکی ٹی ماخت کلکٹر اوراک
رقم مندرجہ سارٹیفکٹ نمبر ۱۳۲ مادل میں ناگپور تحتی ماخت کلکٹر اوراک

۲۰ فروری ۱۳۵۲ف یوم سہ شنبہ بوقت ۱۱ بجے دن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کرے بعد مرور مدت حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی کسی کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۵ فروری ۱۳۵۲ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔ فقط

مہر دستخط سررشتہ دار

اشتہار ۔ مرتبہ محکمہ عدالت ضلع ورنگل مورخہ ۱۰ فروری ۱۳۵۲ف

نمبر مقدمہ (۳۵۳/۲۰۵ف) باجلاس مولوی میر احمد علی خان بی اے ایل ایل بی علیگ ایل ایل بی لندن ایل ایل ایم لندن بار ایٹ لا ناظم عدالت

حبیشر علی وغیرہ ڈگریداران بنام جلیل احمد وغیرہ مدیونان

دعوے

اجرائی ڈگری

بنام جیلانی بیگم صابرہ بیگم بنیاں جلیل الرحمن ساکنان حال مکان نمبر ۱۴ قاضی پیٹھ جاگیر وہ مدیونان مندرجہ حیدرآباد محلہ احمد باغ کی دیوڑھی بکان غلام غوث صاحب مرحوم

ہرگاہ مقدمہ صدر میں منجمد مرتبہ مدعیان سے نام سمن جاری کئے گئے مگر وہ بلا تعمیل واپس ہوئے لہذا ذریعہ ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۳۵۲ف اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی کرو کہ کیوں تمہارے مقابلہ میں حکم متعلق اجراء نہ کیا جائے بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی اور کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۱۰ فروری ۱۳۵۲ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

مہر دستخط سررشتہ دار عدالت

احمد پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر ملکت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔